بنگلہ دیش میں ظلم کی سیاہ رات

سلیم منصور خالد

مسلم دنیا یوں تو بہت سے داخلی اور خارجی مسائل اور بحرانوں سے دوچار ہے، لیکن ان میں سب سے زیادہ تکلیف دہ صورتِ حال وہ ہے، جس میں خود ہم وطن اور ہم نسل مسلمان، اپنے ہی ہم وطنوں سے ظلم وتشدد کا رویہ اختیار کرتے ہیں، اور پھر اس بہتے ہوئے خون اور تباہ کی جانے والی زندگیوں کو اپنی قومی ترقی کا وسیلہ بتاتے ہیں۔ اس سفاکی اور شرمناکی کے لیے بے غیرتی اور غداری سے کم لفظ استعمال کرنا ممکن نہیں۔

عالم اسلام اور خصوصاً عالم عرب میں اسرائیل کے نام سے ایک ناجائز حکومت کے ہاتھوں امریکا و یورپ جو حیوانی کھیل کھیل رہے ہیں، اسی سے ملتا جلتا حیوانی اور غیر انسانی رویہ، ہندو قوم پرست ریاست ہندستان اپنائے ہوئے ہے۔ اس نے ایک جانب ۶۸ برس سے کشمیر کے مسلمانوں کو محکوم بنا کر ظلم کے پہاڑ توڑے ہیں تو دوسری جانب بنگلہ دیش کی مسلم ریاست کو اپنی غلامی کی زنجیروں میں جکڑنے کی کوشش کی ہے۔ اس سیاہ رات کے اندھیرے گہرے ہوتے جارہے ہیں۔ بنگلہ دیش کے محبِ وطن، اسلام دوست اور مسلم قوم پرست بنگلہ دیشی اپنے ملک میں ایک عذاب سے گزر رہے ہیں، جس کا ماسٹر مائنڈ بھارت ہے اور اس کے ایجنڈے کو بنگلہ دیش میں نافذ کرنے کا ذریعہ عوامی لیگ اور اس کی مددگار تنظیمیں ہیں۔

عوامی لیگ نے دسمبر ۲۰۰۸ء میں اقتدار حاصل کرنے کے بعد سے بنگلہ دیش کی قومی سلامتی کو بھارتی مفادات کے سامنے سرنڈر کرنے کے لیے مختلف اقدامات کیے ہیں، جن کی بنگلہ دیش کے دُور اندیش اور اپنی قومی آزادی و اسلامی تہذیبی تشخص کو تحفظ دینے والے افراد اور تنظیموں نے کھل کر مخالفت کی۔ جواب میں بھارتی خفیہ ایجنسی 'را' کے زیر اثر بنگلہ دیش کی متعدد این جی اوز اور عوامی

لیگی حکومت نے بڑے پیمانے پر ریاستی مشینری کو استعمال کر کے ان آوازوں کو کچلنے کا راستہ اختیار کیا ہے۔

حکومت نے سب سے پہلے بنگلہ دیش جماعت اسلامی کے خلاف عدالتی ڈرامے کا آغاز کیا۔ اُس کے بزرگ رہنماؤں اور فعال کارکنوں کو گرفتار کر کے نام نہاد 'انٹرنیشنل کرائمز ٹریبونل' (ICT) قائم کر کے مقدمات چلانے شروع کیے۔ اس خصوصی عدالت پر بنگلہ دیش کے قانونی حلقوں، راست فکر دانش وروں اور صحافتی تنظیموں نے زبردست احتجاج کیا۔ ایمنسٹی انٹرنیشنل اور ہیومن رائٹس واچ (HRW) اور دیگر بین الاقوامی تنظیموں نے اس انتقامی ڈرامے کو مسترد کر دیا۔ مگر عوامی لیگی حکومت نے پوری ڈھٹائی سے، سزاے موت سنائے جانے والے فیصلوں کا نہ صرف اعلان کیا، بلکہ ۱۲دسمبر ۲۰۱۳ء کو عبدالقادر مُلّا کو پھانسی دے بھی دی۔ اس عدالتی قتل عام پر دنیا بھر نے برملا احتجاج کیا، لیکن یہ انتقامی عدالتی عمل رک نہیں سکا۔ اس وقت بھی جماعت اسلامی اور بنگلہ دیش نیشنلسٹ پارٹی (BNP) کے قائدین کو سزائیں سنائی جارہی ہیں، اور انھیں اپنے دفاع کے لیے آزادانہ طور پر بنیادی عدالتی سہولیات تک بھی میسر نہیں ہیں۔

یاد رہے کہ اس نام نہاد عدالت (ICT) کے چیف جج مسٹر نظام کی شرمناک گفتگو کو ۲۰۱۲ء میں سکائپ سے ریکارڈ کر کے اکانومسٹ لندن اور بنگلہ دیش کے اخبارات نے شائع کر کے بتایا کہ یہ عدالت حکومت کی ہدایات پر فیصلے کر رہی ہے نہ کہ قانون اور عدل کے مسلّمہ اصولوں کے مطابق۔

اسی طرح بنگلہ دیش میں اظہار راے کے ذرائع پر بری طرح پابندیاں عائد ہیں، جس کی چند مثالیں دیکھ کر اندازہ ہوسکتا ہے کہ وہاں جبروظلم کا راج کس طرح اپنے شہریوں کی زندگی کو عذاب بنا رہا ہے۔ ۲۷/اپریل ۲۰۱۰ء کو نجی شعبے میں سب سے بڑے ٹی وی نیٹ ورک 'چینل ون' کو اس لیے بند کر دیا گیا کہ وہ حزب اختلاف کی خبریں نشر کرتا ہے۔ ۲۲/اگست ۲۰۱۱ء کو اطلاعاتی ترسیل کے سب سے مؤثر نجی ادارے 'شیرشا نیوز' (Sheersha News) کو کام کرنے سے روک دیا، اور اس کا سبب بھی حزبِ اختلاف کی خبریں نشر کرنا تھا۔ ۱۶ فروری کو حکومت کی بھارت نواز پالیسیوں پر تنقید کرنے والے 'سونار بلاگ' کو بند کر دیا گیا۔ ۱۱/اپریل ۲۰۱۳ء کو

بنگلہ دیش میں حزبِ اختلاف کے سب سے بڑے حامی اخبار امار دیش (Amar Desh) کے مدیر کو اس بنا پر گرفتار کرکے تشدد کا نشانہ بنایا گیا کہ انھوں نے نام نہاد عدالتی جج مسٹر نظام کی غیرقانونی اور غیراخلاقی گفتگو کو شائع کیا تھا، حالانکہ یہ گفتگو اکانومسٹ لندن بھی شائع کر چکا تھا۔ ۱۴راپریل ۲۰۱۳ء کو حکومتی مسلح ایجنسیوں نے اسلامی قوتوں کے سب سے بڑے اور قدیم اخبار سنگرام کے دفاتر پر حملہ کر دیا۔

۵مئی ۲۰۱۳ء کو 'ڈی گنتا ٹیلی وژن' (Diganta TV) اور 'اسلامک ٹیلی ویژن' پر اس لیے پابندی عائد کردی کہ انھوں نے 'حفاظتِ اسلام' تنظیم کے پُرامن احتجاجی دھرنے کو کچلنے کے حکومتی قتلِ عام کی تصاویر دکھائی تھیں۔ حفاظت اسلام نامی 'تنظیم' جو علما اور دینی طالب علموں پر مشتمل ہے، کے پُرامن احتجاج ۵مئی ۲۰۱۳ء کو ۱۰ ہزار مسلح اہل کاروں کے ذریعے کچل دیا گیا۔ بیسیوں طالب علموں کی لاشوں کا آج تک نشان نہیں ملا۔ صحافیوں کو ڈرانے، اخبارات کی اشاعت کو معطل کرنے اور میڈیا کی نشریات کو خراب کرنے کا کھیل پوری قوت سے جاری ہے۔ اس جارحیت پر ۱۶ قومی اخبارات کے ایڈیٹروں نے ایک مشترکہ بیان میں حکومتی کارروائیوں کی مذمت کی اور مطالبات پیش کیے، جنھیں بھارتی کٹھ پتلی حکومت نے مسترد کر دیا۔ درحقیقت عوامی لیگ حکومت کی جڑ ڈھاکہ میں نہیں، نئی دہلی سے خوراک حاصل کرتی ہے۔

ایک غیرآئینی اور غیراخلاقی حکومت کی سربراہ حسینہ واجد درحقیقت اپنے والد شیخ مجیب کی جابرانہ انتقامی پالیسیوں کا تسلسل ہے، جس نے فروری ۱۹۷۵ء میں پورے بنگلہ دیش میں سیاسی پارٹیوں کو ختم کرکے ایک پارٹی کی حکومت قائم کی تھی اور پھر جون ۱۹۷۵ء کو دستور میں چوتھی ترمیم کرکے ایک پارٹی اور ایک اخبار کا کالا قانون نافذ کیا گیا تھا۔ ان اقدامات کے لیے اسے دہلی سرکار کی سرپرستی حاصل تھی۔ اسی طرح جولائی ۲۰۱۴ء میں مولانا مودودی کی کتب کو مساجد اور تعلیمی اداروں کی ۲۴ ہزار لائبریریوں میں رکھنے پر پابندی لگا دی گئی۔ پھر حسینہ واجد نے ۱۷؍اگست ۲۰۱۴ء کو دستور میں ۱۶ویں ترمیم کا مسودہ کابینہ سے منظور کرایا ہے، جس کے نتیجے میں اعلیٰ عدلیہ، عملاً اس طرح حکومت کے رحم وکرم پر ہوگی کہ ججوں کا مواخذہ عدالتی کمیشن نہیں کرے گا بلکہ براہِ راست پارلیمنٹ ہی ججوں کی قسمت کا فیصلہ کیا کرے گی۔

بنگلہ دیش کو ایک بڑے جیل کی شکل دے کر ہزاروں سیاسی بلکہ سماجی کارکنوں تک کو جیلوں میں ٹھونسا جا چکا ہے۔ بنگلہ دیش میں اس وقت ۶۲۹ پولیس اسٹیشن ہیں جہاں پر صرف ۲۰۱۲ء میں ۲ لاکھ ۲۹ ہزار ۵ سو ۸۵ افراد کو گرفتار کر کے مختلف اوقات میں تشدد کا نشانہ بنایا گیا۔ ۲۰۱۳ء میں یہ تعداد دگنا ہوگئی۔ جیلوں میں قید بزرگوں، لیڈروں اور کارکنوں کو قانونی، طبی اور بنیادی سہولتیں تک میسر نہیں۔

جماعت اسلامی اور طالب علموں کی تنظیم اسلامی چھاترو شبر (اسلامی جمعیت طلبہ) کے ہزاروں کارکنوں کو جیلوں میں بند، سیکڑوں کارکنوں کو زخمی اور درجنوں کارکنوں کو گولی مار کر قتل کیا جا چکا ہے، جب کہ سیکڑوں کارکن طالب علموں کو تعلیمی اداروں سے بے دخل کیا جا چکا ہے۔

اسلامی چھاترو شبر کے کارکنوں پر تشدد کے لیے RAB (ریپڈ ایکشن بٹالین)، بارڈر گارڈز بنگلہ دیش (BGB)، پولیس اور عوامی لیگ کے غنڈا عناصر اور چھاترو لیگ کے دہشت گردوں کی مشترکہ ٹیم متحرک ہے۔ شبر کے جن سیکڑوں کارکنوں کو زخمی کیا گیا ہے ان میں سے بہت سوں کو زندگی بھر معذور بنانے کے لیے ان کی دونوں ٹانگوں پر قریب سے گولیاں مار کر اپاہج کر دیا گیا ہے، یا پھر کہنیوں میں گولیاں مار کر ہاتھوں سے معذور کر دیا گیا ہے۔ اس نوعیت کے خوف ناک تشدد اور باقاعدہ انداز سے ظلم کی مثالیں عصرِ حاضر میں کہیں نہیں دیکھی گئیں۔ مگر افسوس ہے کہ دنیا میں اس کے خلاف آواز بلند نہیں ہو رہی۔

گذشتہ برس ایک طالب علم دلاور حسین کو، جو اسلامی چھاترو شبر سے تعلق رکھتے ہیں، ڈھاکا سے گرفتار کر کے ۳۵۲ مقدمات میں ملوث کیا۔ ۵۴ روز تک تشدد کے دوران ان کے ہاتھ اور پاؤں کے ناخن جڑ سے اکھاڑ لیے گئے اور اتنا تشدد کیا کہ دلاور کے جسم کا آدھا حصہ مفلوج ہوگیا ہے۔ یہ ایک مثال نہیں بلکہ ایسی بہت سی مثالیں ہیں کہ جنھیں بیان کرتے ہوئے روح کانپ اُٹھتی ہے۔

۲۰۱۴ء کے جون میں اسلامی چھاتری شنگھستا (اسلامی جمعیت طالبات) کی ۳۲ کارکنان کو بھی توہین آمیز طریقے سے گرفتار کر کے جیلوں میں بند کر دیا گیا۔

معلومات کے اس برق رفتار زمانے میں یہ سب کچھ ہو رہا ہے اور کوئی اس ظلم کا ہاتھ روکنے والا نہیں۔ یہ سب کچھ بنیادی انسانی حقوق کی پامالی اور بے حرمتی ہے اور انسانی حقوق کا تعلق

سرحدوں کی قید سے مشروط نہیں۔ اس لیے دنیا کے کونے کونے سے عوامی لیگی کٹھ پتلی حکومت کے اس ظلم کے خلاف آواز بلند ہونی چاہیے۔ نام نہاد انٹرنیشنل کرائمز ٹریبونل کو توڑا جائے۔ گرفتار شدگان کو رہا کیا جائے۔ جعلی انتخاب کی پیداوار حکومت کو برطرف کر کے نئے انتخابات کرائے جائیں اور بھارتی تسلط سے بنگلہ دیش کے عوام کو آزادی دلائی جائے۔